اقوام عالم کیلئے رحمت للعالمین ﷺ کی رحمت عامہ

Blessings of the universally blessed one for the People of the World

شبانہ قاضی*

ڈاکٹر عبید احمد خان**

ABSTRACT:

The Creator of Universe selected the Holy Prophet (PBUH) for the propagation of his universal and international message. Holy Prophet (PBUH) is the only source of divine message, to guide human beings and eradicate human-evil–doings. Allah himself declares the noble character of the holy Prophet (PBUH) as a model that is why he was chosen. Allah is very kind to human beings, that through prophet hood, he blessed mankind thus, The Holy Prophet (PBUH) enlightened the negligent hearts of the people, worked on the moral and societal manner of mankind, made them civilized and empowered them with knowledge of Shariah without any discrimination of any cast, nation or color.

Key Words: Seerah, characters, human beings, moral, societal.

معبود رحمت، خداوند رحمن رحیم نے کتاب رحمت (قرآن مجید) کے آغاز میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ [1]۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں، جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

اس آیت میں رب باری تعالیٰ نے اپنے لیے لفظ "رب العالمین" فرمایا ہے نہ کہ "رب المسلمین"۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی رحمت و کبریائی ظاہر ہوتی ہے۔ کیونکہ بلاشبہ وہ بلا کسی تفریق کے تمام عالم انسانیت کا رب ہے، تمام عوالم کا خالق و پروردگار ہے۔ اس کی رحمت کی مثال اُس بارش کی مانند ہے، جس کا پانی ہر جگہ یکساں طور پر برستا ہے مگر ہر زمین اسکا اثر اپنی صلاحیتوں کے موافق قبول کرتی ہے، جسکے نتیجے میں کہیں گھاس و جھنکار پیدا ہوتی ہے اور کہیں سر سبز و شاداب فصلیں، اور کہیں یہ پانی سیپ کے منہ میں جا کر موتی بن جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح الٰہی رحمت کی ہدایت کا ابرِ رحمت جاری و ساری ہے، اب یہ انسانی قلب کی اپنی استعداد و صلاحیت پر منحصر ہے کہ وہ اس سے فیض یاب ہو کر ہدایت یافتہ بن جائے یا اس سے محروم ہو کر گمراہ ہو جائے۔ انسانوں کی اس عظیم گمراہی کے باوجود اس پروردگار کی نعمتیں و برکتیں اور رحمتیں بے شمار ہیں۔ جو اُس کی شان رحمت کی دلیل ہے۔ جس طرح سے وہ رب، رب العالمین اور اُس کا پیغام ھدی للعالمین، ویسے اُس پیغام کا وصول کنندہ نبی رحمۃ للعالمین ہے۔

*Ph.D Scholar, University of Karachi / Lecturer in Islamic Studies, University of Balochistan, Quetta- Email: shabanaqazi786@yahoo.com

**Chairman, Department of Usool-ud-Din, University of Karachi.

رحمت للعالمین کی عالمگیر رحمت:

جس طرح اللہ تعالیٰ کی رحمت وسیع ہے، بالکل اسی طرح اس کے مظہر خاص رحمۃ للعالمین ﷺ کی رحمت بھی وسیع ہے جس کا دائرہ کار انتہائی وسیع و عریض ہے۔ نبی کریم ﷺ کی رحمت جتنی وسیع ہے اتنی ہی عالمگیر بھی ہے۔ ﷺ آپ کی رحمت کسی ایک نسل، رنگ یا خطے تک نہ تھی بلکہ تمام انسانوں کیلئے تھی۔ چنانچہ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ:

أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي كَانَ كُلُّ نَبِيٍّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى كُلِّ أَحْمَرَ وَأَسْوَدَ۔ [2]

ترجمہ: مجھے پانچ ایسی چیزیں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں پہلے ہر نبی صرف خاص اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور میں ہر سرخ اور سیاہ کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں کہ:

وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً۔ [3]

ترجمہ: اور تمام انبیاء اپنی اپنی قوم کیلئے مبعوث ہوتے تھے لیکن میں تمام انسانوں کیلئے عام طور پر نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ: مجھے پانچ ایسی چیزیں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں ملیں (الف) ابھی ایک ماہ کی مسافت ہو تو دشمن پر میرا رعب طاری ہو جاتا ہے (ب) ساری زمین میرے لیے مسجد اور پاکیزہ بنا دی گئی ہے جو جہاں چاہے نماز پڑھے (ج) غنیمت کا مال میرے لیے حلال کر دیا گیا جو پہلے کسی کیلئے حلال نہ تھا (د) مجھے شفاعت کا حق دیا گیا (ہ) پہلے نبی اپنی قوم کیلئے خاص ہوا کرتے تھے مگر میں ساری دنیا کے نبی ہو کر آیا ہوں۔ [4]

نبی رحمت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے پیام رحمت سے ساری دنیا کو روشناس کرایا۔ آپ ﷺ کا یہ پیغام صرف کسی مخصوص سر زمین، علاقے، ملک، قوم، رنگ و نسل، مخصوص وقت یا زمانے کیلئے نہ تھا، بلکہ تمام ملکوں، قوموں اور ہر زمانے اور ہر دور کیلئے تھا۔ اس پیغام کے ذریعے نبی رحمت ﷺ لوگوں کو کفر و جہالت کے اندھیروں سے نکال کر نورِ ہدایت کی روشنی میں لے آئے۔ پس ہدایت کا بھیجنا بھی باسبب الٰہی رحمت ہے، جو رب العالمین اپنے مظہر خاص رحمۃ للعالمین کے ذریعے ارسال فرماتا ہے۔

نبی رحمت ﷺ کی آمد اللہ کا وہ نور ہے جسکی روشنی سے تمام اقوام عالم جو شرک کی گھٹاٹوپ تاریکیوں میں ڈوبی ہوئی تھیں، وہ عقیدہ توحید کی شمع سے یکدم منور ہو گئیں اور ہر سو روشنی پھیل گئی، اسی حقیقت کو قرآن میں یوں بیان کیا گیا ہے۔

هُوَ الَّذِیْ يُنَزِّلُ عَلَى عَبْدِهِ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَإِنَّ اللَّهَ بِكُمْ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ۔ [5]

ترجمہ: وہی تو ہے جو اپنے بندے پر واضح (المطالب) آیتیں نازل کرتا ہے تاکہ تم کو اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لائے اور بیشک اللہ تم پر نہایت شفقت کرنے والا مہربان ہے۔

دوسری جگہ ارشادِ ربانی ہے:

قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ۔[6] (بیشک تمہارے پاس اللہ کی جانب سے نور اور روشن کتاب آئی)۔

وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا۔[7] (اور اللہ کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ)۔

اس آیتِ مبارکہ میں نبی رحمت ﷺ کو سراج منیر کہہ کر پکارا گیا ہے، یہ ایک ایسا صفاتی نام ہے جو صرف آپ ﷺ کیلئے استعمال کیا گیا ہے۔ جس طرح سے آپ ﷺ کو نبی رحمت کا لقب عطا ہوا بالکل اسی طرح آپ کو سراج منیر کا بھی ایسا لقب ملا جو پیغمبروں کی تاریخ میں کسی اور کو نہیں ملا۔ جس طرح سے سورج رات کی تاریکی کو ختم کرتا ہے اور ہر سمت اُجالے بکھیر دیتا ہے بالکل اسی طرح سے نبی رحمت نے کفر و شرک کی تاریکی کو ختم کر کے رحمت کے اُجالے بکھیر دیئے۔ ''سراج منیر'' کے بارے میں قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ بیان کرتے ہیں کہ: ''رسول اللہ ﷺ کو روشن چراغ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح رات کی تاریکی میں چراغ جلایا جاتا ہے اور اس کی روشنی سے راستہ نظر آجاتا ہے، اسی طرح رسول اللہ سے بھی (اسلام) کی روشنی اور ہدایت حاصل کی جاتی ہے'' [8]۔ اس روشنی میں وہ راز جو اس سے پہلے کبھی نہیں کھلے تھے، وہ بھی آشکار ہو گئے۔ پس آپ ﷺ کی وجہ سے وہ لوگ جن پر صدیوں سے جہل چھایا ہوا تھا، جنہیں صدیوں سے تاریکی نے گھیر رکھا تھا، جن پر مدتوں سے بھلائی کا پرتو بھی نہیں پڑا تھا، وہ آپ کی ہدایت کی بدولت لوگوں کے استاد بن گئے۔ وہ علم میں گہرے، تکلف میں تھوڑے دلوں کے پاک اور زبان کے سچے بن گئے۔ دنیا کی یہ حالت انقلاب خود نبی رحمت ﷺ کی عالم گیر رحمت کا واضح ثبوت ہے۔ اسی بات کو ایک مغربی مفکر نے بیان کیا ہے۔ چنانچہ میجر آرتھر گیلن لیونارڈ لکھتے ہیں کہ:

A man not only great, but one of the greatest i e, not simply as a prophet, but as a patriot and a state's man: a material as well as spiritual builder who constructed a great nation, a great empire and more even than all these, a still greater faith. True moreover, because he was true to himself, to his people and above all to his God. Recognizing this, he will thus acknowledge that Islam is a profound and true cult which strives to uplift its votaries from the depths of human darkness upwards in to the higher realm of light and truth.[9]

ترجمہ: تاریخ بنی نوع انسان میں ایسے عظیم اور سچے انسان کم ہی پیدا ہوتے ہیں۔ محبِ وطن اور مفکر، جنہوں نے مادیت اور روحانیت کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک عظیم قوم، عظیم سلطنت اور عظیم تر ایمان کی دولت دی۔ اس کی سب سے بنیادی وجہ یہ ہے کہ آپ کو خود سے، لوگوں سے اور اپنے خدا سے سچا لگاؤ تھا، ان سب باتوں کو درست مانتے ہوئے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام نے لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنیوں اور بلندیوں تک پہنچایا۔

پس آپ ﷺ کی رسالت اس جہان کیلئے رحمت ہے۔ یہ رسالت اس دنیا کیلئے اس آفتاب عالم کی مانند ہے، جس کی روشنی میں جہالت کے اندھیرے چھٹ جاتے ہیں۔ اب آفتاب کا کام روشنی اور حرارت کا فیض ہر شے تک پہنچانا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رحمۃ للعالمین کی رحمت کا حلقہ اس قدر وسیع ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے آپ کو اس سے محروم رکھنا چاہے۔ تب بھی کسی نہ کسی قدر بے اختیار رحمت کا

حصہ اس تک پہنچ جاتا ہے۔یہی وہ رحمت ہے جس کا شائبہ تک بھی دوسرے مذاہب میں نہیں ملتا۔ حضور ﷺ ذاتی اعتبار سے بھی رحمت تھے اور اپنی تعلیمات کے اعتبار کے حوالے سے بھی رحمت تھے۔یہی وجہ ہے کہ نبی رحمت ﷺ نے جو ضابطہ حیات انسانوں کو دیا وہ سراسر رحمت ہے، یہ رحمت ضابطہ حیات دین وعقیدے کی رحمتوں کے ساتھ ساتھ انسانی زندگی کے تمام جملہ امور پر مشتمل ہے۔ چاہے وہ امور انسانی زندگی کے اجتماعی معاملات سے متعلق ہوں یا انفرادی معاملات سے متعلق ہوں۔علاوہ ازیں بین الاقوامی، معاشرتی، معاشی، سیاسی اور عسکری زندگی کے مختلف شعبہ جات سے متعلق تمام امور سب کے سب رحمت کے باب میں شامل ہیں۔

رسول رحمت کی رحمت زمان و مکان کی حدود سے مستثنیٰ ہو کر ازل و ابد کے عنوان سے عبارت ہے۔نہ صرف آپ ﷺ کی ذات مبارک بلکہ آپ ﷺ کا پھیلایا ہوا دین، آپؐ کی شریعت، آپ ﷺ پر نازل شدہ پیغام وحی قرآن یہ سب چیزیں دائرہ رحمت میں داخل ہیں اور نری رحمت ہی رحمت ہیں اور یہی وہ ابدی تعلیمات ہیں جن کا پیغام حضرت عیسیٰؑ نے دیا تھا۔ مثلاً حضرت عیسیٰؑ نے اپنے لوگوں سے کہا کہ :"اور میں باپ سے درخواست کرونگا، تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا، جو قیامت تک تمہارے ساتھ رہے۔"[10]

مندرجہ بالا بیان میں حضور انور ﷺ کی رحمت کا ایسا واضح اشارہ پایا جاتا ہے جو ختم نبوت، اتمامِ دین و نعمت سے متعلق ہے وہ ذاتِ رحمت جو قیامت تک "ورفعنا لك ذكرك" کی صورت میں رہے گی۔اس کے علاوہ "ابد تک ساتھ رہے گا" سے مراد دراصل یہ بھی ہے، کہ آپ کی شریعت، آپ کا قانون اور آپ کی تعلیمات، اور آپ کی نبوت کا فیضان قیامت تک باقی رہے گا۔

عیسائیت میں تارک الدنیا ہو جانا، رہبانیت اختیار کرنا، معاشرتی زندگی سے دور ہونا، تجرد کی زندگی اختیار کرنا، تمام فطری خواہشات کے ساتھ ضروری احتیاجات سے بھی خود کو دور رکھنا، ایذا رسانی یہ سب چیزیں انسانیت کی معراج اور خدا کی معرفت کیلئے از حد ضروری افعال تھے۔اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ عیسائی حضرات مسیحؑ کی اصل تعلیمات سے منحرف ہو چکے تھے اصل تعلیم کی جگہ عقیدہ تثلیث، الوہیت مسیح، مجسمہ پرستی اور دیگر غلط و فاسد عقائد و رواج نمو پا چکے تھے۔یہ بھی حضور انور ﷺ کی رحمت ہے کہ آپ نے عیسائیوں کو حضرت عیسیٰؑ کی گم گشتہ تعلیمات کو دوبارہ سے یاد کرایا۔نہ صرف عیسائیوں کی بلکہ تمام اقوام عالم کے غلط و فاسد عقائد کی بیخ کنی کی۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ حضور انورؐ کی نبوت عالمی و آفاقی ہے، اور آپ ﷺ کی بعثت مبارکہ تمام نسل انسانی کی رہنمائی کرتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو رحمۃ للعالمین کا لقب عطا کیا اور نبی رحمت کی رحمت عامہ تمام اقوام عالم کیلئے ہے۔

رحمۃ للعالمین کی شان عالمگیریت کی رحمت:

رب العالمین نے اپنے پیغمبر آخر کو رحمۃ للعالمین کے خطاب سے سرفراز فرماتے ہوئے آپ ﷺ کو اپنی صفت شان رحمت عطا کی، لہذا اس سے یہ بات لازم ٹھہری کہ رحمۃ للعالمین کی شان رحمت عالمگیر ہو، جس طرح سے رب العالمین کی رحمت عالمگیر ہے، اُس رحمت کا فیضان ہر دشت و صحرا، آبادی و بیاباں، ملک و قوم، اپنے و پرائے، نیک و گنہگار، زندہ و مردہ، جاندار و بے جان، نباتات و جمادات، انسان و حیوان، تمام مخلوق پر ہر لمحہ ہر جگہ جاری و ساری رہتا ہے، بالکل اسی طرح اس کے نبی رحمت کی رحمت کا فیضان بھی عالمگیر ہے۔

نبی رحمت ﷺ کی رحمت عالمگیر ہے اور اس کا فیض تمام اقوام عالم کیلئے جاری وساری ہے اس کا بیان حسب ذیل ہے:

1: وسیع رحمت 2: رہنمائی میں رحمت 3: پیامِ رحمت

وسیع رحمت:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللّهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ وَأَنزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُواْ فِيهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلاَّ الَّذِينَ أُوتُوهُ مِن بَعْدِ مَا جَاءتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ بَغْياً بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللّهُ الَّذِينَ آمَنُواْ لِمَا اخْتَلَفُواْ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ وَاللّهُ يَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ۔[11]

ترجمہ: لوگ ایک امت تھے (یعنی توحید پر تھے۔ پھر ان میں اختلاف ہوا) تو اللہ نے نبی بھیجے (جو) خوش خبری دینے والے اور ڈرانے والے تھے اور اتاری ان کے ساتھ کتاب حق کے ساتھ تاکہ وہ فیصلہ کرے لوگوں کے درمیان ان باتوں میں جو کہ انہوں نے اختلاف کیا اس میں اور نہیں اختلاف کیا اس (کتاب) میں مگر وہ لوگ جو دیے گئے وہ (کتاب) اس کے بعد کہ آ گئے ان کے پاس واضح دلائل ان کے درمیان ضد کی وجہ سے تو اللہ نے ہدایت دی ان لوگوں کو جو ایمان لائے محمد (ﷺ) پر ان حق کی باتوں میں جن میں انہوں نے اختلاف کیا اپنے حکم (مہربانی) سے اور اللہ ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ مختلف انبیاء کی تعلیمات میں جو یکسانیت تھی اُن میں تحریف کر کے اختلافات کو پیدا کیا گیا، یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے اُس وقت کے رائج مذاہب، تمدنوں اور تہذیبوں میں سے کسی نے بھی اجتماعی طور پر انسانیت کو فلاح و خیر کی دعوت نہ دی۔ پیغمبر رحمت ﷺ سے پہلے انبیاء کسی خاص قوم، خطے، ملک یا خاص وقت کیلئے آیا کرتے تھے۔ اسکے برعکس پیغمبر رحمت ﷺ کی نبوت مذکورہ حد تک محدود نہ تھی۔ اس ضمن میں دوسرے مذاہب کی تعلیمات ملاحظہ ہوں:

انجیل متی ہی میں درج ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے اپنے شاگردوں کو جب تبلیغ کے لئے بھیجا تو اُنہیں یہ ہدایت دیں کہ: ''غیر قوموں کی طرف نہ جانا، اور سایوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا''۔[12]

اسی طرح بدھ مت کی تعلیمات کو دیکھا جائے تو پتہ چلے گا کہ انہوں نے ہندوجاتی کے سوا کبھی اپنے زمانہ عروج میں بھی کسی دوسری قوم تک تبلیغ کو نہیں پہنچایا۔ اور کسی غیر مذہب اسرائیلی، بابلی، مصری، حجازی اور مغربی وغیرہ کے مقلد کو داخلِ مذہب خود نہیں کیا سلسلہ تکامل کی یہ زبردست شہادت بدھ ازم کو محدود رقبہ اور محدود قوم کے لیے خاص بتا رہی ہے۔[13]

نبی رحمت کی وسیع رحمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اگر آپ ﷺ کی دعوت و پیام کسی ایک قوم یا نسل کے ساتھ مخصوص ہوتا تو آپ ﷺ کے پیروکار ہر قوم یا نسل سے تعلق نہ رکھنے والے ہوتے بلکہ اسکے برعکس آپ ﷺ کے حلقہ فیض میں ہر قوم و مذہب کے لوگ شامل تھے۔

رہنمائی میں رحمت:

دیگر مذاہب کے بانیان کی تعلیمات نہایت محدود تھیں اور زندگی کے تمام معاملات میں مکمل رہنمائی کرنے سے قاصر تھیں، اوران میں کوئی ایسی شخصیت موجود نہیں ہے جس کی سیرت کو اپنا کر انسان رہنمائی حاصل کر سکے۔ مثلاً ہندومت میں جن شخصیات کا تذکرہ ہے وہ انسان کے درجے پر نہیں بلکہ خدا کے درجے پر فائز ہیں، جس کی اتباع عام انسان کے لیے ممکن نہیں۔ ویدیں جو اس مذہب کی مآخذ کا درجہ رکھتیں ہیں اُن میں صرف منتر، پوجا پاٹ کے طریقے، خبیث ارواح اور شیاطین سے حفاظت کی ترکیب اور اخلاقی نظمیں شامل ہیں۔ بالکل یہی صورتحال عیسائیت، یہودیت، اور بدھ مت کے ساتھ واقع ہے۔ انفرادی زندگی، معاشرتی زندگی اور معاشرتی زندگی کی کوئی رہنمائی ان مذاہب سے نہیں مل سکتی۔ جبکہ رحمۃ للعالمین ﷺ نے زندگی کے ہر معاملے میں راہنمائی فراہم کی ہیں۔ مختصراً یہ کہ نبیِ رحمت نے ہر کیفیت خوشی و غم، فتح و شکست، ہر حالت موت و پیدائش، نشست و برخاست، معاشی، معاشرتی، مذہبی، سیاسی، انفرادی، اور مذہبی زندگی، اور روزمرہ زندگی کے ہر معاملے یہاں تک کہ استنجاء کہ آداب تک کے معاملات کے بارے میں راہنمائی فراہم کی۔ زندگی کا کوئی بھی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا۔

حضور ﷺ نے زندگی کے ہر معاملے کے بارے میں انسانوں کی رہنمائی کی ہے چاہئے وہ انفرادی معاملات ہوں، یا معاشرتی زندگی کے معاملات ہوں یا اجتماعی تمام انسانوں کے معاملات ہوں، جبکہ دوسری اقوام کے ہاں یہ صورتحال موجود نہیں۔ چنانچہ اسی سلسلے میں مولانا ابوالکلام آزاد فرماتے ہیں کہ :

''تمام کرہ ارضی کی روشنی کے لیے ایک ہی آفتاب امن ہے جس کی تسخیر عالم کرنوں سے دنیا اپنی تمام تاریکیوں کیلئے نورِ بشارت پا سکتی ہے۔ اس آفتاب امن نے دنیا میں ظاہر ہو کر یہ نہیں کہا کہ میں صرف بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے نجات دلانے آیا ہوں بلکہ اس نے کہا کہ تمام عالم انسانیت کو غیر الٰہی قوتوں سے نجات دلانا میرا مقصد ظہور ہے۔ اس نے صرف اسرائیل کے گھرانے کی گم شدہ رونق ہی سے عشق نہیں کیا بلکہ تمام عالم کی اجڑی ہوئی بستیوں پر غمگینی کی اور ان کی دوبارہ رونق و آبادی کا اعلان کیا۔ اس نے اس خدا کی محبتوں کی طرف دعوت نہیں دی جو صرف سینا کی چوٹیوں یا ہمالیہ کی گھاٹیوں میں رہتا ہے، بلکہ اس رب العٰلمین کی طرف بلایا جو پورے نظام ہستی کا پروردگار ہے۔ ہمیں دنیا میں سکندر ملتا ہے جس نے تمام عالم کو فتح کرنا چاہا تھا، لیکن ہم دنیا کی پوری تاریخ میں آپ ﷺ کے علاوہ اللہ کے کسی ایسے رسول کو نہیں پاتے جس نے تمام عالم کی ضلالتوں اور تاریکیوں کے خلاف اعلان جہاد کیا ہو''۔[14]

پیامِ رحمت:

اسلام سے پہلے جو مذاہب تھے وہ خدا کے بارے میں افراط و تفریط کا شکار تھے، مثلاً بدھ مت، عیسائیت، ہندومت، یہودیت اور مجوسیت کے مذہبی نظریات نے لوگوں کی زندگی اجیرن کر رکھی تھی، خدا کو جنگلوں میں ڈھونڈا جاتا تھا۔ تارک الدنیا ہو جانا، رہبانیت اختیار کرنا، تمام فطری خواہشات کے ساتھ ضروری احتیاجات سے بھی خود کو دور رکھنا، تناسخ، آواگون کے چکر، اور ذات پات کا طبقاتی

نظام ایسے معاملات اور بندھنوں میں انسان نے خود کو جکڑ رکھا تھا جس سے اُس کا جینا دوبھر ہو گیا تھا۔ان حالات میں نبی رحمت ﷺ نے لوگوں کو جو پیامِ الٰہی دیا۔اس نے لوگوں کے تن مردہ میں جان ڈال دی۔اس بات کو قرآن میں یوں بیان کیا گیا ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ۔[15]

ترجمہ: مؤمنو! اللہ اور اسکے رسول کا حکم مانو جبکہ رسول اللہ ﷺ تمہیں ایسے کام کیلئے بلاتے ہیں جو تم کو زندگی بخشتا ہے۔

پس نبی رحمت ﷺ نے عالمِ انسانیت کو جو پیام دیا وہ اتنا اثر انگیز تھا کہ اس نے انسانیت کو دوام بخشا، جو رحمت بھرا تھا کہ اُس کا اعتراف کیئے بغیر کوئی بھی ذی شعور نہیں رہ سکتا۔ قاضی محمد سلیمان منصور پوری لکھتے ہیں کہ:

"رب العالمین نے سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ ﷺ کو رحمۃ العالمین فرما کر یہ ظاہر کر دیا ہے کہ جس طرح پروردگار کی الوہیت عام ہے، اس کی ربوبیت عام ہے اور اس کی ربوبیت سے کوئی چیز لاپروا نہیں رہ سکتی اسی طرح رسول کریم ﷺ کی تعلیمات و تفہیمات سب کیلئے اور سب کے فائدہ کیلئے ہیں اور کوئی شے بھی حضور ﷺ کی رحمت سے خود کو مستغنی ثابت نہیں کر سکتی"۔[16]

رحمۃ للعالمین کی دعوت و پیام تمام نوع انسانی کی فلاح و بہبود سے عبارت تھا۔ پس نبی رحمت جس عالمگیر پیغام کو لے کر آئے تھے اس کا اثر یہ ہوا کہ اس نے ایک مکمل قانون، ایک مکمل شریعت، ایک عالمگیر اخلاقی نظام، اور ایک ایسی عملی جماعت تیار کی جو خدا پرستی، ایثار و قربانی، اخلاص و تقویٰ، ایمانداری و سچائی جیسے عناصر پر مشتمل تھی۔اور نوع انسانی ایک ایسے عہد سے روشناس ہوئی کہ گویا اُسے نئی زمین اور نیا آسمان ملا ہو۔ نبی رحمت ﷺ کا پیغام ایک عالمگیر پیغام تھا اور نوع انسانی پر اس نے اپنے رحمت بھرے اثرات مرتب کئے، اس بات کا اعتراف انہوں نے اور غیروں سبھی نے کیا۔ایک معروف مغربی مورخ ولیم ڈریپر William Draper ان الفاظ میں آپ کی عظمت کا اعتراف کرتا ہے کہ:

"After the death of Justinian was born the man who, of all men has exercised the greatest influence upon the human race – Muhammad"[17]

ترجمہ: جسٹینین کی وفات کے بعد وہ ذاتِ گرامی معرض وجود میں آئی جس نے تمام انسانوں میں نسل انسانی پر سب سے زیادہ اثر ڈالا یعنی محمد ﷺ۔

رحمۃ للعالمین آئے اور ہر سو رحمت بھری کرنیں بکھیر دیں، جسکا نتیجہ یہ نکلا کہ لوگوں پر کامیابی و سعادت کے ایسے در وا ہوئے جو اس سے پہلے کبھی نہ کھلے تھے، تاریخ کے ابواب پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے ہی اس حقیقت کا ادراک ہوتا ہے کہ تاریخ عالم میں اگرچہ ہر طرح کے مصلحین، خطیب، فلسفہ طراز، عظیم الشان بادشاہ و حکمران اور جنگجو فاتحین موجود ہیں، لیکن جب ان کی تعلیمات اور اس کے پیدا کردہ نتائج کو دیکھا جائے تو یہ بات واضح ہو کر سامنے آتی ہے کہ ان کے اثرات انسانی زندگی کے صرف ایک گوشے یا زیادہ سے زیادہ چند محدود پہلوؤں کا احاطہ کرتے ہیں۔انہوں نے اجتماعی طور پر انسان کی پوری زندگی پر کوئی اثر مرتب نہیں کیا۔

"درحقیقت محسن انسانیت کے ہاتھوں انسانی زندگی کو نشاۃ ثانیہ حاصل ہوئی اور حضور ﷺ نے ایک نظام حق کی صبح درخشاں سے مطلع تہذیب کو روشن کر کے بین الاقوامی دور تاریخ کا افتتاح فرمایا"۔[18]

نبی رحمت ﷺ کا پیش کردہ اجتماعی و عالمگیر تصور، عالمِ انسانیت کے لئے باعثِ رحمت:

نبی رحمت ﷺ نے اپنی قوم کو خدا کی بندگی، اطاعت، اعلائے کلمۃ اللہ، اور خوف آخرت جیسے عقائد وافکار سے روشناس کرایا۔ یہ عقائد وافکار لوگوں کے اذہان و قلوب میں پیوستہ وراسخ ہوگئے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ اُس قوم کے لوگوں میں وہ عقائد و تصورات پیدا ہوئے جو انسانیت کے اجتماعی و عالمگیر تعامل میں رحمت کا باعث بنے۔اس طرح سے آپ کی قوم ایسے جذبات سے روشناس ہوئی جنھوں نے صرف فرد کی انفرادی زندگی پر وہ عالمگیر اثرات مرتب کئے جن سے اس سے پہلے تہذیب انسانی ناآشنا تھی۔ یہ سب نبی رحمت ﷺ کی سیرت کی بدولت ہوا۔ نبی رحمت ﷺ کی سیرت جامع ترین سیرت ہے جس میں فرد، قوم، حکومت، رعایا سب سے متعلق تعلیمات اور رہنمائی موجود ہے۔ جس میں تمام اوصاف بھی ہیں۔ جس میں اقوام کیلئے سیاست، انفرادیت اور اجتماعیت جیسی خصوصیات بھی ہیں۔آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ کی یہ اجتماعیت اس رسالت کی بناء پر تھی جو عالمگیریت کے وصف سے لبریز تھی۔

"آپ ﷺ کی رسالت کی عالمگیریت نے ایک عالمگیر اُمت تشکیل دی، جس کی عالمگیریت اور آفاقیت اسی آفاقی عقیدہ رسالت پر مبنی ہے، جس طرح حضور اکرم ﷺ کی رسالت تمام بنی نوع انسان پر مشتمل ہے"۔[19]

نبی رحمت ﷺ کی رسالت کی یہ برکت تھی جس نے عالم انسانیت کو اُن اوہام و تصورات سے نجات دی جن میں انسان مبتلا تھا۔آپ ﷺ نے انسانیت کو اُن عقائد و تصورات سے آگاہ کردیا جو نوع انسانی کی دینی و دنیاوی سعادت کا باعث بنے۔اس بات کو مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ: "آپ سے کہا گیا یَآیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ[20] پھر کیا تھا آپ اُٹھ کھڑے ہوتے اور اپنے کاندھے پر روئے زمین کی سب سے بڑی امانت کا بار گراں اُٹھائے ہوئے مسلسل کھڑے رہے یعنی ساری انسانیت کا بوجھ سارے عقیدے کا بوجھ اور مختلف میدانوں میں جنگ و جہاد اور تگ وتاز کا بوجھ، آپ ﷺ نے انسانی خمیر کے میدانوں میں جنگ و جہاد کا بوجھ اُٹھا یا جو جاہلیت کے اوہام و تصورات کے اندر غرق تھا جسے زمین اور اس کی گوناگوں کشش نے بوجھل کررکھا تھا، پھر ان تمام کاروائیوں کے دوران پہلا معرکہ یعنی ضمیر کا معرکہ ختم ہوا تھا۔ کیونکہ دائمی معرکہ ہے اس میں شیطان سے مقابلہ اور وہ انسانی ضمیر کے اندر گھس کر اپنی کاروائیاں جاری رکھتا ہے۔ محمد ﷺ اسی کام پر ڈٹے رہے اور متفرق میدانوں کے مختلف معرکوں میں مصروف رہے، بکھری ہوئی قومیں اور قبیلے ایک ہوگئے غرض اسی دعوت کی بدولت عربی وحدت، انسانی وحدت اور اجتماعی عدل وجود میں آگیا۔ نوع انسانی کو دنیاوی مسائل اور اخروی معاملات میں سعادت کی راہ مل گئی۔[21]

نبی رحمت ﷺ کے پیش کردہ بنیادی تصورات وافکار :

نبی رحمت ﷺ کی بنیادی تصورات وافکار کا بیان حسب ذیل ہیں:

1: نوعِ انسانی کی وحدت اور مرکزیت:

نبی رحمت ﷺ کی آمد سے قبل انسانی دنیا ایک ایسے بحران کا شکار تھی جس نے ذہنوں کو بوجھل اور روحوں کو فرسودہ کر دیا۔ ایک طرف تو قوم آپس میں مختلف دائروں میں بٹ کر آپس کی کش مکش سے دوچار تھی تو دوسری جانب مختلف اقوام اور تہذیبوں کے درمیان کھینچا تانی چل رہی تھی۔ مذہبی انتہا پسندی کا ہر طرف دور دورہ تھا ہر فرقہ اور مذہب اپنے آپ کو صحیح اور دوسرے کو گمراہ سمجھتا تھا نہ صرف نظریاتی و فکری کش مکش تھی بلکہ عدم برداشت کا بھی رحجان عام تھا، اس صورتحال کو بزبان قرآن یوں بتلایا گیا ہے:

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ۔[22]

ترجمہ: یہود و نصاریٰ دونوں کہتے ہیں کہ ہم تو اللہ کے بیٹے اور اس کے چہیتے ہیں۔

یہود و نصاریٰ کے عدمِ برداشت کا ذکر ان الفاظ میں ہے:

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰي شَيْءٍ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰي شَيْءٍ وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ۔[23]

ترجمہ: اور یہودیوں نے کہا نہیں ہیں نصاری کسی چیز (دین) پر اور نصاری نے کہا نہیں ہیں یہودی کسی چیز (دین پر) حالانکہ وہ کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اسی طرح کہی ان لوگوں نے جو علم نہیں رکھتے ان جیسی بات پس اللہ فیصلہ فرمائے گا ان کے درمیان قیامت کے دن ان (باتوں) میں جو تھے اس میں وہ اختلاف کرتے۔

یعنی کہ یہود و نصاریٰ ایک دوسرے کو برداشت کرنے کیلئے تیار نہ تھے۔ اجتماعیت کی صورتحال کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ تمام مذاہب کے لوگ صرف اپنے قوموں تک محدود تھے۔ نہ صرف اپنی قوموں تک محدود تھے بلکہ اُنھوں نے خدا کو بھی صرف اپنے لیے مخصوص کرر کھا تھا۔ نہ صرف خدا سے بلکہ اپنے حسب و نسب کو چاند اور سورج سے بھی منسلک کرر کھا تھا۔ اس طرح سے وہ مذہبی برتری کا شکار تھے، مثلاً فراعنہ مصر اپنے آپ کو سورج دیوتا کا اوتار کہتے تھے، ہندوستان میں سورج بنسی اور چند بنسی خاندان موجود تھے۔ شاہانِ ایران جن کا لقب کسریٰ (خسرو) ہوا کرتا تھا ان کا دعویٰ تھا، کہ ان کی رگوں میں خدائی خون ہے، اہلِ ایران انہیں اسی نظر سے دیکھتے تھے ان کا اعتقاد تھا کہ بادشاہوں کے خمیر میں کوئی مقدس آسمانی جُز شامل ہے، چینی اپنے شہنشاہ کو آسمان کا بیٹا تصور کرتے تھے۔ ان حالات کو ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ:

"غرض اس زمانے میں جدھر بھی دیکھتے دنیا میں تباہی اور فتنہ فساد ہی تھا۔ کسی جگہ بلند نظرانہ عالی ہمتی اور درد مندانہ انسانیت پروری نظر ہی نہ آتی تھی، ضرورت تھی کہ پوری دنیا کو اب جھنجھوڑ کر یاد دلایا جائے کہ وہ سب ایک ہی آدم کی اولاد ہیں"۔[24]

ایسے میں انسانیت کے نجات دہندہ حضرت محمد ﷺ ایسا دین لے کر آئے جو اجتماعی و عالمگیر تصور سے منسلک تھا۔ آپ ﷺ نے دنیا کو بتایا "الحمد الله رب العالمين" (اللہ تمام عالمین کا رب ہے) یعنی اسلام کا خدا صرف مسلمانوں کا ہی رب نہیں بلکہ دنیا کی

تمام اقوام کا پروردگار ہے۔ اسی طرح سے اس پروردگار کی نازل کردہ کتاب ''ذکر العالمین'' تمام جہانوں کیلئے نصیحت ہے اور ''ھدیٰ الناس'' تمام روحِ زمین کے لوگوں کیلئے ہدایت ہے، مندرجہ بالا تعلیمات نے ایک ایسی عالمگیر معاشرت کی بنیاد ڈالی جو نوع انسانی کی وحدت اور مرکزیت کی حامل تھی۔

2: نسل انسانی کی خیر وخواہی:

نبی رحمت ﷺ انسانیت کے سب سے بڑے خیر خواہ تھے اور انسانوں کیلئے خیر خواہی کے وصف سے مالا مال تھے۔ ایک موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان الدين النصيحة، ان الدين النصيحة، ان الدين النصيحة، قالوالمن يا رسول الله؟قال: لله و كتابه و رسوله و ائمة المومنين وعامتهم، اوائمة المسلمين و عامتهم۔[25]

ترجمہ: دین تو سراسر خیر خواہی کا نام ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ کس کی خیر خواہی؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی اس کی کتاب کی، اس کے رسول کی، اور مسلمان ائمہ کی عامتہ الناس کی۔

نسل انسانی کی خیر خواہی کی سب سے بڑی صورت یہ تھی کہ بکھری و منتشر انسانیت کو سمیٹا جائے۔ یکجا انسانیت کی ایک علامت معاشرہ ہے اس لئے نبی رحمت ﷺ نے سب سے پہلے اس جانب توجہ دی کہ معاشرے کے باہم بکھرے ہوئے اجزا کو سمیٹ لیا جائے اور انھیں مرتب و مربوط کیا جائے اس سلسلے میں آپ ﷺ نے معاشرے کے مختلف اجزا کو سمیٹ کر اس طرح سے انھیں متحد و منظم کر دیا کہ وہ باطل سے ٹکرا گئے، آپ ﷺ نے یہ کام اس حسنِ اسلوبی سے کیا کہ افرادِ معاشرہ کا آپس میں تصادم نہ ہوا، بلکہ آپس میں محبت و خیر خواہی کا جذبہ پروان چڑھا۔ جیسا کہ مشہورِ زمانہ انقلاب لانے والے افراد کارل مارکس اور لیلن نے افرادِ معاشرے کے درمیان ایک تصادم کی کفیت پیدا کر دی، جسکے نتیجہ میں مزدور صنعت کار سے، کسان زمیندار سے لڑ پڑے۔ اس کے برعکس آپ ﷺ نے اپنے قول و فعل سے معاشرے کی فلاح و بہبود میں عملی حصہ لیا، آپ نے جوانوں کو بوڑھوں کی عزت اور بڑوں کو چھوٹوں پر شفقت کا درس دیا دوسری طرف آپ نے امراء کو غریبوں کا خیال رکھنے کو کہا اور خود اپنا سب کچھ غریبوں کیلئے دان کر دیا۔ اپنے رہبر کا یہ قول و عمل دیکھ کر معاشرے کے متمول افراد میں ایثار کا جذبہ پروان چڑھنے لگا اور انھوں نے بلا کسی جبر و تشدد کے بخوشی اپنے رضا و رغبت سے اپنی دولت غریبوں پر خرچ کی۔ تعلیماتِ نبوی دراصل تمام انسانوں کو یکجا کرنے اور نسلِ انسانیت کو ایک جھنڈے تلے جمع کرنے والی ہیں کیونکہ آپ ﷺ کا پیغام کسی خاص طبقے یا علاقے کیلئے نہیں۔ یہ ایک ایسا منشور انسانیت ہے جو صرف مسلمانوں تک محدود نہیں بلکہ اس کے حلقہ اثر سے سارا عالم مستفید ہوتا ہے جسکے منشور میں سب نیکیاں شامل ہیں جنہیں امر بالمعروف اور تمام رذائل سے اجتناب جنہیں نہی عن المنکر کہا گیا ہے۔ اس میں اللہ اور بندوں کے حقوق کے ساتھ وہ تمام معاشرتی تلقینات موجود ہیں جو اجتماعی معاشرتی زندگی کو پاکیزگی وثروت قلب بخشتی ہیں اور معاشرے کو منتشر و بکھرنے سے بچاتی ہیں۔ گویا اسطرح سے نبی رحمت ﷺ نے اپنی تعلیمات واقدامات سے معاشرے کے مختلف منتشر اجزاء کو یکجا اور منظم کیا۔

3: عالمی معاشرے کا قیام:

نبی رحمت ﷺ نے ہر فرد کی ذہنی و روحانی تربیت اس انداز سے کی کہ وہ انسانی بنیادی اقدار کو اپنے اندر سمولیں، تاکہ ایک عالمگیر معاشرے کے قیام میں مؤثر کردار ادا کر سکے۔ نبی رحمت ﷺ نے اپنے عالمی مشن کے مقاصد کو مد نظر رکھتے ہوئے اول روز سے ہی عالمی واحدت اور عالمی مرکزیت کو اولیت دی۔ اپنے لوگوں کی جماعتی زندگی میں تنظیم اور واحدت انسانیت کو اس طرح سے راسخ و پیوستہ کر دیا کہ لوگ قبائلی و نسلی تفاخر کو بھلا کر اجتماعی مقاصد کو اپنالیں تاکہ ایک ہمہ گیر و عالمی معاشرے کی تشکیل ہو سکے، یہ اس باعث تھا کہ نبی رحمت ﷺ کی رسالت ہمہ گیر و عالمی تھی اور اس بات کی متقاضی تھی کہ ایک ہمہ گیر عالمی انسانی معاشرے کا قیام ہو اس لیے نبی رحمت ﷺ نے اپنے اصحاب کی جو ابتدائی تنظیم سازی کی اُس میں آپ ﷺ نے اُنہیں ایک ایسے مضبوط اور روحانی رشتے میں جوڑ دیا جو اخوت اور بھائی چارے جیسی خصوصیات پر مبنی تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ نبی رحمت ﷺ کے پیشِ نظر ایک ایسے انسانی اجتماع کی تشکیل تھی جس کی صفیں برابر اور مضبوط ہوں، جن میں کوئی کمزوری یا سقم نہ ہو اور وہ جماعتی تنظیم کے تمام لوازمات سے مالا مال ہوں۔

نبی رحمت ﷺ نے اپنے قول و فعل اور عمل سے لوگوں کو اس بات سے آگاہ کیا کہ جس طرح بنیادی اخلاقی تعلیمات انفرادی زندگی کے لوازمہ حیات سے ہیں بالکل اسی طرح اُسے کہیں زیادہ اجتماعی زندگی میں یہ اثر انداز ہوتی ہیں، اور ایک عالم اُن سے مستفید ہوتا ہے۔ یہ تعلیمات اقوام عالم کیلئے مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ نبی رحمت ﷺ کے یہ پیش کردہ بنیادی افکار انسانی تالیف کا سبب بنے۔ نبی رحمت ﷺ کی یہ تنظیم و تالیف، انسانی زندگی کی تنظیم اور اُصولوں کے عین مطابق تھی۔ اس کا ایک اہم اور قابل ذکر پہلو یہ ہے کہ آپ ﷺ کی زندگی میں ہی ایک ایسی جماعت تیار ہوئی جو آپ کی تربیت یافتہ تھی۔ اسی تربیت کے فیضان کا یہ اثر تھا کہ جن بنیادوں پر اس جماعت کی تنظیم و تالیف ہوئی تھی اُس جماعت نے اُنہیں نہ صرف برقرار رکھا بلکہ نبی رحمت ﷺ کی وفات کے بعد اس نے جزیرہ عرب سے باہر نکل کر دنیا کے تین براعظموں تک اپنی وسعت و عالمگیریت کو بڑھا دیا۔ یہ اصحاب بخوبی اس بات سے واقف تھے کہ آپ ﷺ کی تعلیم و ہدایت صرف اہل عرب کیلئے مخصوص نہیں بلکہ تمام عالم کیلئے ہے اور نہ یہ کسی خاص یا معین وقت کیلئے ہے بلکہ ہمیشہ قائم رہنے والی ہے کیونکہ آپ ﷺ خاتم الانبیاء اور تمام عالموں کیلئے رحمت ہیں۔ یہ اصحاب اپنے قومی معاشرے میں اعلیٰ انسانی کردار کے حامل ہونے کے ساتھ ساتھ اُن تمام اقدار سے مزین تھے جو ایک عالمگیر انسان دوست معاشرے کی تشکیل کیلئے ازحد ضروری تھیں۔

نبی رحمت ﷺ نے نہ صرف عالمی معاشرے کا تصور دیا بلکہ اُس کے ساتھ ساتھ عالمگیر معاشرے کیلئے جو بنیاد درکار تھی ان پر کام بھی کیا۔ بقول سید ابوالاعلیٰ مودودی: ''کسی شخص کو دنیا کا لیڈر کہنے کیلئے سب سے پہلی شرط یہ ہونی چاہیے کہ اس نے کسی خاص قوم یا نسل یا طبقہ کی بھلائی کیلئے نہیں بلکہ تمام دنیا کے انسانوں کی بھلائی کیلئے کام کیا ہو۔ ساری قوموں کے انسان کسی شخص کو اپنا لیڈر صرف اسی صورت میں مان سکتے ہیں، جبکہ اس کی نگاہ میں سب قومیں اور سب آدمی یکساں ہوں، وہ سب کا یکساں خیر خواہ ہو، یہ وہ کارنامہ ہے جس کی بناء پر ہم محمد ﷺ کو سرور عالم یا سارے جہاں کا لیڈر کہتے ہیں، ان کا یہ کام کسی خاص قوم کیلئے نہ تھا، تمام انسانوں کیلئے تھا''۔[26]

معاشرت وہی قابل قبول اور نافذ العمل ہو سکتی ہے جو انسانی زندگی کے تمام شعبوں کا احاطہ کرے جو ہر سطح پر چاہے وہ انفرادی ہو یا اجتماعی، مادی ہو یا روحانی، ہر ایک میں مناسب توازن رکھنے کیساتھ ساتھ ربط و ہم آہنگی پیدا کرے، جس میں تمام اقوام کے مذہبی، معاشی، معاشرتی اور ثقافتی امتیازات کو تسلیم کرتے ہوئے ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیا جائے جس میں قانون و انصاف کی فراہمی سب کیلئے یکساں اور قابل قبول ہو۔ ایسی عالمگیر معاشرت کی بنیاد عادلانہ و منصفانہ، نسل انسانی کی خیر خواہی اور عظمت و شرافت ہر قسم کے تعصب سے پاک اور ایسی اخلاقی اقدار پر مشتمل ہو جو انسانی محاسن و فضائل کی معراج ہیں۔ نبی رحمت ﷺ نے حیات انسانی کے جن خصائص پر زور دیا وہ خصائص عالمگیر معاشرے کی بنیاد کا سبب بنے اور انہوں نے عالمگیر معاشرے کو مستحکم بنیادوں پر استوار کیا۔ تاریخ عالم اس بات کی گواہ ہے کہ عالمگیر معاشرت کے اس بہترین معیار کو تاریخ کے سب سے بڑے بہی خواہ نے اپنایا اور مدینہ میں ایک ایسا معاشرہ قائم و منظم کیا جس میں ایسی تمام خصوصیات و امتیازات موجود تھیں جو اسے دنیا کے دیگر معاشروں سے ممتاز کرتی ہیں۔

خلاصہ بحث:

گزشتہ تمام تر تجزیہ اور بحث کا خلاصہ یہ سامنے آیا کہ حضور ﷺ کی حیثیت رحمت عالم کی تھی۔ آپ ﷺ کا انتخاب خالقِ کائنات نے عالمگیر و آفاقی پیغام کی تکمیل کیلئے کیا تھا، تاکہ انسانیت جو عالمی سطح پر روبہ تنزل تھی اُس کا تدارک ہو سکے۔ اس لیے اللہ نے نبی رحمت ﷺ کو مبعوث کیا کہ آپ کی سیرت مبارکہ کے رہنما اُصولوں سے پوری انسانیت کو مشعل راہ فراہم کی جا سکے۔ بلاشبہ آپ ﷺ کی سیرت ایک ایسی سیرت ہے، جس میں ایک گھر کے نظام سے لے کر نظامِ عالم تک کی تشکیل کی رہبری کے واضح اُصول ہیں۔ نبی رحمت ﷺ کی بعثت نوع انسانی کیلئے خدا کی ایسی رحمت ہے جس کا بیان انسان کے احاطہ سے باہر ہے۔ آپ ﷺ نے غفلت میں پڑی ہوئی انسانیت کو آکر وہ علم دیا، جس نے حق اور باطل کی راہیں متعین کر دیں۔ بے کیف اور افلاس زدہ زندگیوں کو وقار کے ساتھ رہنا سکھایا اور ایک عظیم الشان تہذیب و تمدن کی بنیاد رکھی جس نے مختلف رنگ و نسل اور مختلف عقائد کے لوگوں کو علم کی ہدایت سے فیضیاب کیا۔ یہ علم انسانیت کی معراج، معرفت حق کا زینہ، تہذیب و ثقافت کی روح رواں، انسانی دل و دماغ کی تعمیر اور ذہنی قوتوں کی نشو و نما کا واحد ذریعہ ہے اور انسانیت کو یہ نعمت حضورِ انور ﷺ کی بدولت نصیب ہوئی۔ نبی رحمت ﷺ کی رحمت کی ان کرنوں سے کوئی ایک فرد یا معاشرہ مستفید نہیں ہوتا بلکہ ایک عالم جگمگاتا ہے اور تمام اقوام عالم منور ہوتی ہیں۔

حوالہ جات

---

[1] الفاتحہ 1:1

[2] القشیری، محمد بن مسلم ،الصحیح ،دارالسلام للنشرو التوزیع،السعودیة، سن ندارد، کتاب المساجدو مواضع الصلاة، باب المساجد و مواضع الصلواة، رقم:1163

[3]البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، دار السلام للنشر و التوزیع، السعودیة، سن ندارد، کتاب تیمم، باب فلم تجدوا ماء فتیمموا، رقم:335

[4]ایضاً، کتاب الصلوٰۃ، باب قول النبی ﷺ جعلت لی الارض مسجد او طهورا، رقم:438

[5]الحدید 9:57

[6]المائدہ 15:5

[7]الاحزاب 46:33

[8]پانی پتی، قاضی محمد ثناءاللہ، تفسیرِ مظہری، دار الاشاعت، کراچی، 1999ء، تفسیر سورۃ الاحزاب، ج9، ص265

[9]Major Arthur Gyln Leonard's, Islam and Her moral and Spiritual value, p21

[10]کتابِ مقدس، بائبل سوسائٹی، انار کلی لاہور، یوحنا کی انجیل، باب14، آیت16، ص99

[11]البقرہ213:2

[12]کتابِ مقدس، بائبل سوسائٹی، انار کلی لاہور، عہد نامہِ جدید، باب19، آیت5تا6، ص120

[13]منصور پوری، محمد سلیمان قاضی، رحمت العالمین، پروگیسو بکس، اُردو بازار لاہور، ج3، ص83

[14]آزاد، ابوالکلام، غلام محی الدین احمد، مولانا، رسولِ رحمت ﷺ، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، س ن، ص747

[15]الانفال24:8

[16]منصور پوری، محمد سلیمان قاضی، رحمت للعالمین، ج3، ص97

[17]William Draper, History of the intellectual development of the Europe, London 1886, Vol.1, P329

[18]صدیقی، نعیم، محسن انسانیت، اسلامک پبلیکیشنز، لاہور، 1992ء، ص311

[19]علوی خالد، اسلام کا معاشرتی نظام، الفیصل ناشران و تاجران کتب، لاہور، س ن، ص316

[20]المدثر74: 1-2

[21]مبارکپوری، صفی الرحمن، مولانا، الرحیق المختوم، مکتبہ السلفیہ، لاہور، س ن، ص613

[22]المائدہ 18:5

[23]البقرہ113:2

[24]محمد حمید اللہ، رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، کراچی، دار الاشاعت، 1987ء، ص29

[25]ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، السنن، دار السلام للنشر و التوزیع، السعودیة، کتاب الادب، باب فی النصیحة، رقم:4944

[26]مودودی، ابوالاعلیٰ، سیرت سرور عالم ﷺ، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، طبع ہفتم، 1999ء، ج1، ص157

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.